سوال

(1081) نمازِجنازہ میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(۱) نمازِجنازہ میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا۔ (۲) نمازِجنازہ میں دوسری نمازوں کی طرح سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت ملانا۔ (۳) اورجنازے کی دعائیں بلند آواز سے پڑھنا۔ کیا یہ تینوں باتیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو کیا ایسے امام کے پیچھے نمازِجنازہ پڑھنا درست ہے ؟ اوریہ جنازہ ادا ہوگیا یا اس کا اعادہ ضروری ہے ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(۱) نمازِجنازہ میں فاتحہ پڑھنی مسنون ہے۔ حدیث میں ہے :

’وَاِذَا صَلّٰی عَلَیهِ کَبَّرَ، ثُمَّ قَرَأَ الفَاتِحَةَ‘ یعنی جب آپ میت پر نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے پھر فاتحہ پڑھتے۔ (اخرجہ الطیالسی :۱/۱۶۳،ابن ابی شیبہ :۳/۲۱۲،ابوداؤد:۳۱۹۴)، (سنن الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِی القِرَاءَ ةِ عَلَی الجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ ، رقم:۱۰۲۶)، (سنن ابن ماجہ، بَابُ مَا جَاءَ فِی القِرَاءَ ةِ عَلَی الجَنَازَةِ، رقم:۱۴۹۵)

اس کی سند صحیح ہے۔ پھر صحیح حدیث کا عموم بھی ہے

’لَا صَلٰوةَ لِمَن لَّم یَقرَأ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ‘ (صحیح البخاری، بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَ ةِ لِلاِمَامِ وَالمَأمُومِ ... الخ، رقم:۷۵۶)

یعنی ’’جس نے نماز میں فاتحہ نہ پڑھی، اس کی کوئی نماز نہیں ‘‘۔

یہ بھی اس کی مشروعیت پر دالّ ہے۔ کیونکہ شریعت نے جنازہ کا نام بھی نماز ہی رکھا ہے اورکسی بھی نماز کا وجود بلا فاتحہ نہیں۔ اسی طرح طلحہ بن عبد اللہ بن عوف کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں ایک جنازہ پڑھا، تو انھوں نے ’’سورۃ فاتحہ‘‘ پڑھی اور فرمایا: کہ تم کو معلوم ہونا چاہیے یہ سنت طریقہ ہے۔ (صحیح البخاری، الجنائز، بَابُ قِرَاءَ ةِ فَاتِحَةِ الکِتَابِ عَلَی الجَنَازَةِ، رقم:۱۳۳۵)

(۲) سورہ فاتحہ کے بعد جنازہ میں سورت ملانے کا جواز ہے۔ چنانچہ زید بن طلحہ سے مروی ہے، کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا :

’قَرَأَ عَلٰی جَنَازَةٍ فَاتِحَةَ الکِتَابِ وَسُورَةً وَجَهَرَ بِالقِرَاءَ ةِ‘ (المنتقی لابن الجارود،کِتَابُ الجَنَائِزِ، رقم:۵۳۶)، (مصنف ابن ابی شیبة، مَن کَانَ یَقرَأُ عَلَی الجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ، رقم:۱۱۴۰۰)

یعنی ''انھوں نے جنازہ میں فاتحہ اور ایک سورت پڑھی اور قرأت جہری کی۔''

اسی طرح طلحہ بن عبدا کے طریق سے ہے، کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھی :

'فقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ وَسُورَةً، فَجَهَرَ حَتَّى سَمِعنَا' (المنتقی لابن الجارود، کتاب الجنائز، رقم :٥٣٧)

یعنی ''ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جنازہ میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھی۔ پس اسے جہری پڑھا، حتیٰ کہ ہم نے سنا۔''

اور صاحب ''عون المعبود'' فرماتے ہیں :

'وَہٰذِهِ الأَحَادِيثُ فِيهَا دَلَالَةٌ وَاضِحَةٌ عَلٰی مَشْرُوعِيَّةِ فَاتِحَةِ الكِتَابِ فِی صَلَاةِ الجَنَازَةِ وَفِيهَا دَلَالَةٌ أَيضًا عَلٰی جَوَازِ قِرَائَةِ سُورَةٍ مَعَ الفَاتِحَةِ فِی صَلَاةِ الجَنَازَةِ' (١٩١/٣)

یعنی ان احادیث میں واضح طور پر دلالت ہے کہ نمازِ جنازہ میں فاتحہ پڑھنی مشروع ہے اور ان میں یہ بھی ہے کہ نمازِ جنازہ میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانی بھی جائز ہے۔

نیز امام ابن حزم ''المحلّٰی'' میں فرماتے ہیں :

'صَلّٰی المِسوَرُ بنُ مَخرَمَةَ، فَقَرَأَ فِی التَّكبِيرَةِ الأُولٰی بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ، وَسُورَةً قَصِيرَةً، وَرَفَعَ بِهِمَا صَوتَهُ'

یعنی مسور بن مخرمہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پہلی تکبیر کے بعد میں فاتحہ اور چھوٹی سی سورت پڑھی، اور ان دونوں کو بلند آواز سے پڑھا۔

(٣) پہلے گزر چکا ہے کہ فاتحہ اور سورت کو باآواز بلند پڑھا گیا اور جہاں تک دیگر دعاؤں کا تعلق ہے۔ سو اس بارے میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول ا ﷺ نے ایک جنازہ پڑھایا :

'فَحَفِظتُ مِن دُعَائِهِ، وَهُوَ يَقُولُ : اَللّٰهُمَّ اغفِرلَهُ وَارحَمهُ... 'الخ (صحیح مسلم، بَابُ الدُّعَاءِ لِلمَيِّتِ فِی الصَّلَاةِ، رقم :٩٦٣)

''پس میں نے آپ ﷺ کی دعا سے یاد کیا، کہ آپ فرما رہے تھے : 'اَللّٰهُمَّ اغفِرلَهُ وَارحَمهُ... الخ'

ظاہر ہے کوئی شے دوسرے سے تب ہی یاد ہو سکتی ہے جب اسے بلند آواز سے پڑھا جائے اور لفظ ''یَقُولُ'' بھی اس بات کا متقاضی ہے، کیونکہ اس کا اطلاقِ عام بلا قرینہ صارفہ بالجہر پر ہوتا ہے (اس کے عام حکم سے پھیرنے والی کوئی دلیل موجود نہ ہو، تو پھر بلند آواز سے پڑھنا مراد ہوتا ہے)، نیز دیگر بعض روایات میں لفظ ''فَهِمتُ'' اس کے منافی نہیں ہے، کیونکہ فہم کی بناء حفظ پر ہے۔

''اَلمُنتَقٰی'' میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں لفظ 'سَمِعتُ النَّبِیَّ ﷺ' ہے جب کہ واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''فَسَمِعتُهُ'' کے الفاظ ہیں۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس پر رقمطراز ہیں :

'جَمِيعُ ذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰی أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ جَهَرَ بِالدُّعَاءِ' نیل الأوطار :٦٩/٤

''یہ تمام الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے دعا کو بلند آواز سے پڑھا ہے۔''

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے :

'بَابُ قِرَائَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ : يَقْرَأُ عَلَى الطِّفْلِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ'

''جنازے پر سورہ فاتحہ پڑھنے کا بیان۔ حضرت حسن نے کہا کہ آپ ﷺ بچے کی نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔''

یاد رہے اس بحث کا تعلق صرف جوازِ جہر سے ہے لاغیر (نہ کہ کوئی اور) مذکورہ تینوں مسئلوں میں بالاختصار شریعت کی روشنی میں وضاحت ہو چکی، جو راہنمائی کے لیے کافی ہے۔ تاہم امام ایسا شخص مقرر کرنا چاہیے جس میں اتباعِ سنت کا جذبہ موجزن ہو۔ وا ولی التوفیق۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ :857

محدث فتویٰ